انوار شکوری

دنیائے محبت میں میری آنکھ سے دیکھ　　پھیلے ہوئے ہر سمت ہیں انوار شکوری

شریعت طریقت اور حقیقت کا ترجمان سلسلہ نمبر ۱ فروری ۲۰۰۱ء

بیاد سند العارفین حضرت تاج الاولیاء الشاہ محمد عبد الشکور نور اللہ مرقدہ

سلطان العاشقین امین العارفین حضرت الشاہ محمد عبد الرؤف نیرؔ رحمتہ اللہ علیہ

انوار شکوری

زیر سرپرستی ۔ محبوب العارفین حضرت الشاہ محمد عبد القدوس دامت برکاتہم

سجادہ نشین۔ خانقاہ عالیہ شکوریہ رؤفیہ جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور

ایڈیٹر

منیر احمد اختر قدوسی شکوری

میاں اقبال زخمی مہروی شکوری

مجلس مشاورت

حضرت الشاہ غفران احمد رؤفی شکوری

حضرت الشاہ محمد عبد الحیؒ رؤفی شکوری

پروفیسر ارشد اقبال ارشد

امجد اقبال امجد مہروی شکوری
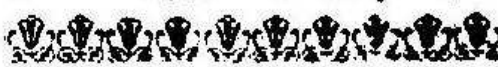
قیمت ۱۵ روپے

سالانہ ۱۵۰ روپے

مقام اشاعت۔ مرکزی خانقاہ عالیہ شکوریہ رؤفیہ جیون ہانہ. گارڈن ٹاؤن لاہور

رابطہ وخط وکتابت۔ شکوری بیت الشفاء مین بازار مسلم کالونی جیاموسیٰ شاہدرہ لاہور

فہرست

اداریہ

سخن دلنواز

وفا کے دیپ جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

روحانیت ہر ذی روح کی ضرورت ہے۔ یہ ازل سے ابد تک جاری و ساری رہنے والی فیوض و برکات کا دریا ہے۔ روحانیت کا سرچشمہ اللہ رب العزت کی ذات والا صفات ہے جو ہر ذی روح کو پال رہا ہے۔ اس کے فضل و کرم کے ٹکڑوں پہ پلنے والوں میں جس طرح اس کے نام لیوا شامل ہیں اسی طرح اس کے منکر بھی اسکی نعمتوں سے برابر مستفیض ہو رہے ہیں۔ صفات الیہ کے مظاہر میں سب سے زیادہ تابناک مظہر حضرات انبیاء علیہم السلام کا مبارک گروہ ہے۔ جن کے فیض رساں در اقدس سے جہاں ان کے ماننے والوں اور پیرو کاروں نے انعام پایا وہیں ان کی عظمت و جلالت کا انکار کرنے والے بھی دنیاوی اعتبار سے محروم نہیں لوٹائے گئے۔

باعث تخلیق کائنات حضور سید الاولین ولا خرین علیہ الصلواۃ والسلام کو اللہ رب العالمین جل شانہ نے قرآن پاک فرقان حمید میں رحمت اللعالمین کے مبارک لقب سے سرفراز فرمایا۔ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لے فیوض و برکات کا منبع قرار دیا گیا۔ سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ کے پردہ ظاہری فرمانے کے بعد صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ عنہم

تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کاملین رحم اللہ تعالیٰ اجمعین نے سرکار دو عالم ﷺ کی فروزاں کی ہوئی قندیل نور کو روشن رکھا۔ اور جہاں جہاں اس کی ضیاء بار کرنیں پہنچیں وہاں وہاں سے ظلمت کا خاتمہ ہوا۔ شیطانی قوتوں کو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ گمراہی و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے نور حق کی روشنی میں بدل گئے۔

نمرودیت و فرعونیت اور شدادیت و قارونیت کے بت گرتے اور ٹوٹتے چلے گئے۔ انسانی اقدار کو سرخروئی و ظفرمندی نصیب ہوئی۔ ظلم و ستم کی چکی میں پسے ہوئے انسانوں نے قیصر و کسریٰ کے تاج اپنے قدموں تلے روند ڈالے اور اسلامی مساوات، احترام انسانیت، عورت کا تقدس، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ رحم دلانہ سلوک کے ایسے مناظر دنیا کے سامنے پیش کیے جو انسانی تاریخ کا تابناک باب بن گئے ہیں۔

روحانی اقدار اور اخلاقی قدروں سے محرومی نے جہاں ہمیں دنیوی حکمرانی اور جہاں بانی سے محروم کیا وہیں روحانی لطافتوں اور نورانی صفات سے بھی تہی دست کر دیا۔

جسم جب بیمار ہوتا ہے تو اچھی سے اچھی غذا بھی مزہ نہیں دیتی اور دل بیمار ہو جاتا ہے تو نیکیوں کی رغبت نہیں رہتی۔ ناپاک جسم کو پانی پاک کرتا ہے اور شیطانی قوتوں کی آلودگیوں سے ناپاک دلوں کو معرفت الٰہی کا نور پاک کر دیتا ہے۔ یاد الٰہی جس پر روحانی زندگی کا مدار ہے، ذکر اور فکر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ ذکر بھی روح کی زندگی ہے اور فکر بھی۔ جس ذات سے والہانہ شیفتگی ہوگی اس کا نام بھی زبان پہ آئے گا اور بار بار اس کی طرف دھیان بھی جائے گا۔ یہ دونوں چیزیں اللہ والوں کے دم قدم اور صحبت سے ہی ملتی ہیں۔ کسی درد مند نے خوب کہا ہے۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے مگر یہ یاد نسبت کے بغیر ہو تو یاد کے ثمرات لٹ بھی سکتے ہیں۔ لہٰذا نسبت کے ساتھ سکون بھی اس ذات کی یاد میں ملتا ہے جس سے تعلق ہو۔ تعلق کا نام ایمان ہے اور ایمان اصل میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ محبت صرف اور صرف اولیاء کے ساتھ نسبت قائم کرنے اور قائم رہنے سے ملتی بھی ہے اور پروان بھی چڑھتی ہے۔

اسی متاع عزیز کی حفاظت مدنظر رکھتے ہوئے حضرات سلسلہ پاک کے علم و عمل اور نقش پا کی روشنی آپ تک پہنچانے کی سعی کی اور یہ بھی حضرات کی خاص نگاہ کرم ہے کہ انوار شکوری کی صورت میں فیوض و برکات کا ایک اور دریا جاری ہوا ہے جس سے عاشقین و صادقین اپنی اپنی بساط کے مطابق اس فیض کرم سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اور اس کی روشنی دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔

منیر احمد اختر شکوری

چہل کاف

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً ، كِفْكَافُهَا كَكَمِينٍ كَانَ مِنْ كَلَكَا

تَكُرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِي كَبَدٍ ، تَحْكِي مُشَكْشَكَةً كَلُكْلُكٍ لَكَكَا

كَفَاكَ مَابِي كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ ، يَا كَوْكَبًا كَانَ يَحْكِي كَوْكَبَ الْفَلَكَا

حمد کرتی ہے

سحر کے رنگ میں فرخندہ فالی حمد کرتی ہے
شفق کے روپ میں زلف لیالی حمد کرتی ہے

گل و سرو وسمن سب مدح خواں ہیں اس کی قدرت کے
چمن کا بوٹا بوٹا ڈالی ڈالی حمد کرتی ہے

بدلنا موسموں کا بھی ہے اک تسبیح تقویمی
یہ روز و شب کی تکرار مثالی حمد کرتی ہے

نظر آتا ہے جب تمثیل قرآنی میں ذکر اپنا
تو اس اعزاز پر گیہوں کی بالی حمد کرتی ہے

برابر مہرباں ہوتے ہیں سب نا مہرباں لمحے
کبھی جو ڈوب کر آشفتہ حالی حمد کرتی ہے

فضا میں گونجتی رہتی ہے آواز اذاں بن کر
عجب انداز سے روح بلالی حمد کرتی ہے

اسے احساس رہتا ہے سدا قرب محمد کا
مسلسل روضہ اطہر کی جالی حمد کرتی

قدم محو طواف' آنکھوں میں آنسو' لب دعا پیرا
فضائے خانہ کعبہ کی نرالی حمد کرتی ہے

یہ کس کے نامہ نامی کا اعجاز گرامی ہے
کہ اب تک نیل کی رفتار عالی حمد کرتی ہے

ادھر تا بہ ثریا غلغلہ اس کی بلندی کا
ادھر تحت الثریٰ کی بے مقالی حمد کرتی ہے

پرندے ہوں' چرندے ہوں' شجر ہوں یا حجر خالد
ہر اک مخلوق ادنیٰ ہو کی عالی حمد کرتی ہے

○

پروفیسر سید منصور احمد خالد

نعت شریف

اے ماہِ عرب۔ اے ختمِ رُسل۔ اک جلوہ تمہارا کافی ہے
مشتاقِ تجلّی کے حق میں اتنا ہی اشارہ کافی ہے

اِتنا جو سہارا مل جائے۔ اتنا ہی سہارہ کافی ہے
حضرت کی نگاہِ کامل کا ہلکا سا اشارہ کافی ہے

ہونے کو ہزاروں جلوے ہیں۔ کونین کی محفل میں لیکن
مجنونِ تجلّی کو ان کے بس اُن کا نظارہ کافی ہے

اس در کی نوازش کے صدقے۔ اِس در کی گدائی ہے شاہی
ہم کو تو فقط اے شاہِ اُمم۔ یہ در ہی تمہارا کافی ہے

دربارِ سخی میں حاضر ہُوں۔ مجھ پہ بھی کرم ہو جائے گا
تھوڑی سی توجّہ بھی ہے بہت۔ ادنیٰ سا اشارہ کافی ہے

اِس چشمِ عطا کے میں قرباں۔ اِک دردِ مکمّل بخش دیا
دنیائے طلب میں اے نیّر جیسے کا سہارا کافی ہے

حضرت الشاہ عبد الرؤف نیر ؒ

مظہر نور خدا

بے کسوں کا آسرا نیر و عبدالشکور
کون ہے تیرے سوا نیر و عبدالشکور

بے چاروں کی ہمیشہ کرتے رہے چارہ گری
درد مندوں کے مداوا نیر و عبدالشکور

شاہ رضا کے لاڈلے ہیں گلشن زہرہ کے پھول
پیشوا و اولیاء نیر و عبدالشکور

تیری چوکھٹ سے تو جنت دو قدم کا فاصلہ
جس کو تم کر دو عطا نیر و عبدالشکور

عارفوں کے راہنما ہو منبع عرفان ہو
مظہر نور خدا نیر و عبدالشکور

میرے ہادی میری مرشد میرے رہبر میرے پیر
آ گیا ہیں جان تمنا نیر و عبدالشکور

اک امین العارفین اور ایک تاج الاولیاء
دونوں مرے مشکل کشا نیر و عبدالشکور

نام لیوا جو تمہارا غم سے وہ گھبرائے کیوں
خائف تم سے ہر بلا نیر و عبدالشکور

○

محمد عثمان سالک مہروی شکوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُرُودِ شِفاء

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ رحمتیں بھیج ہمارے سردار اور ہمارے مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

طَبِیْبِ الْاَرْوَاحِ وَشِفَائِھَا وَطَبِیْبِ الْاَبْدَانِ

جو تمام روحوں کے طبیب اور ان کی شفا ہیں اور تمام جسموں کے طبیب اور ان کی شفا ہیں

وَشِفَائِھَا قُرَّۃِ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَنُوْرِ

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں بلکہ آپ آنکھوں کی روشنی

الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَعَافِیَتِ الرُّؤُسِ وَشِفَائِھَا وَ

اور چمک بھی ہیں تمام سروں کی تندرستی اور ان کی شفا ہیں تمام سینوں کی

عَافِیَتِ الصُّدُوْرِ وَشِفَائِھَا وَعَافِیَتِ الْقُلُوْبِ وَشِفَائِھَا

صحت اور ان کی شفا ہیں۔ تمام دلوں کی سلامتی اور ان کی شفا ہیں تمام جگروں

وَعَافِیَتِ الْاَکْبَادِ وَشِفَائِھَا وَعَافِیَتِ الْاَعْضَاءِ کُلِّھَا

کی عافیت اور ان کی شفا ہیں اور تمام اعضاء کی تندرستی ہیں اور آپ کی

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۝

آل پر اور آپ کے صحابہ پر برکتیں اور سلام بھیج ہمیشہ ہمیشہ

ترکیب معمول، دماغی امراض مثلاً سرسام۔ ہذیان مرگی۔ وردسر۔ مالیخولیا وغیرہ کیلئے روغن گل۔ روغن بادام (یا جو مناسب ہو) پر ۱۱ بار درود شفا مع آیت الکرسی پڑھ کر دم کریں روزانہ اس تیل کی مالش کریں۔ شدید درد کے مقام پر دم کریں۔ نظر بد کیلئے حیض و نفاس کی بے قاعدگی۔ بدہضمی بمعدہ۔ دل اور جگر کی خرابی یا ان کے متعلقہ امراض کیلئے تپ دق۔ عام بخار۔ نزلہ و زکام وغیرہ امراض کیلئے پانی پر ۱۱ مرتبہ پڑھ کر پلائیں الغرض تمام روحانی و جسمانی امراض و تکالیف کیلئے شفاء آولاد کی نافرمانیاں وسواسات غرض ہر مایوسی سے نجات کیلئے کسی ایک وقت پر چالیس روز تک 5 تا 31 مرتبہ صدق ایمان اور کامل یقین سے روزانہ پڑھیں انشاء اللہ ایسے مایوس کن حالات میں رحمت حق آپکے شامل حال ہوگی۔ ہائی بلڈ پریشر السر کینسر امراض چشم

نیاز مند فقیر

منیر احمد اختر قدوسی شکوری جہانگیری ابوالعلائی چشتی قادری

۷/۱۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ط

ضروری

قرآن پاک میں جگہ جگہ ایمان اور اعمال کا ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک شرفِ قبولیت سے نہیں نوازا جاتا جب تک اس کی اساس ایمان نہ ہو۔ اسلامی عمل کی تعمیر ایمان کی بنیادوں پر ہوتی ہے۔ ایمان لائے بغیر کوئی لاکھ نیکیاں کرتا رہے مردود ٹھہرے گا اس لیے ضروری ہے کہ پہلے بنیادی عقائد سیکھ لیے جائیں۔

اسلامی عقائد

۱ اللہ پاک اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

۲ سب مخلوق اسی کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

۳ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔

۴ وہ زندہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ دیکھتا ہے سنتا ہے۔

۵ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

۶ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جو چاہتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے ــــ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷) بہت بڑا بادشاہ ہے وہ اکیلا سارے جہان کا نظام چلاتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔

(۸) عبادت کے لائق وہی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(۹) ہر ایک کی فریاد اور دعا وہی سنتا ہے۔ عزت ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے وہی روزی دیتا ہے۔

(۱۰) وہ تمام عیوب سے پاک ہے اس کی طرف عیب کی نسبت کرنے والا کافر ہے۔

(۱۱) اس نے مخلوق کی ہدایت کے لیے بہت سے پیغمبر بھیجے جن کی صحیح تعداد وہی جانتا ہے۔ سب سے اوّل حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

(۱۲) سب نبی اللہ کے بندے اور نوعِ بشر سے تھے۔ ان کی بشریت کا انکار کرنا کفر ہے۔

(۱۳) تمام نبی چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک تھے۔ ان کی طرف گناہ کی نسبت کرنا کھلی گمراہی ہے۔

(۱۴) اللہ تعالےٰ نے انبیاء کی صداقت کے لیے انہیں معجزات عطا فرمائے۔ معجزے کا انکار کفر ہے۔

(۱۵) ہمارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سب انبیاء سے افضل اور تمام مخلوق سے برتر ہیں۔

(۱۶) آپ خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو آپ کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے وہ کذّاب و دجّال ہے۔ آپ پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(۱۷) جو آپؐ کی شان میں ذرّہ برابر گستاخی کرے وہ کافر و مردود ہے۔

(۱۸) آپؐ کو جسمِ مبارک سمیت جاگتے ہوئے مکّہ مکرمہ سے لے کر عرش اور لامکان تک معراج ہوئی۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔

(۱۹) آپ نے معراج کی رات جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے اپنے ربّ کا دیدار کیا جو آپؐ کی خصوصیّت ہے۔

(۲۰) آپ خدا کے بعد سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ خدا نے آپؐ کو اپنی عطا سے غیب کا علم عطا فرمایا۔ آپؐ کے علمِ پاک کا انکار درحقیقت خدا کی عطا کا انکار ہے۔

(۲۱) آپ دُور و نزدیک سے ہر اُمّتی کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں آپ گنبدِ خضریٰ میں اپنے جسمِ مبارک کے ساتھ آرام فرما ہیں اور کائنات کے جس گوشے میں چاہتے ہیں تصرّف فرماتے ہیں۔

(۲۲) آپ کے والدین صاحبِ ایمان اور جنّتی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور والدِ گرامی سے لے کر آدم علیہ السّلام تک کوئی شرک اور بدکاری کا مرتکب نہیں ہوا۔ یہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نورِ پاک کی برکت تھی۔

(۲۳) فرشتے نورانی مخلوق ہیں جسمانی لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتے۔ وہ مختلف کاموں پر مقرّر ہیں۔ ان میں چار فرشتے سب سے افضل ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام۔ میکائیل علیہ السّلام۔ اسرافیل علیہ السّلام۔ عزرائیل علیہ السّلام۔ فرشتوں کا انکار کفر ہے۔

(۲۴) اللہ پاک نے بعض انبیاء کو کتابیں اور بعض کو صحیفے عطا فرمائے۔ ان میں سے چار کتابیں مشہور ہیں۔ توراۃ، انجیل، زبور، قرآن مجید۔ قرآن ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوا۔ مسلمان کے لیے ساری

کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۲۵) قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے پاک نے لیا ہے اسی لیے آج تک اس کا ایک حرف تو کجا زیر زبر تک نہیں بدلی جب کہ باقی کتابوں کو ان کے ماننے والوں نے بدل ڈالا۔

(۲۶) سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جن لوگوں نے ایمان کے ساتھ اس زمانے میں دیکھا ان کو صحابہ کہتے ہیں۔ صحابہ کا بڑا مرتبہ ہے۔ ساری دنیا کے ولی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۲۷) صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو ان کو اس ترتیب سے نہ مانے وہ اہلسنّت سے خارج ہے۔

(۲۸) تمام صحابہ عادل تھے متقی تھے اور سب جنتی ہیں۔ صحابہ کے ایمان پر شک کرنے والا خود گمراہ ہے۔

(۲۹) سچا مومن وہ ہے جو حضور علیہ السّلام کے سارے صحابہ رض سے بھی محبت کرے اور آپ کے اہلبیت سے بھی دل و جان سے محبّت کرے۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھنے والا کبھی مومن نہیں ہو سکتا۔

(۳۰) ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کا باطن شریعت سے آراستہ ہو اور ظاہر میں کوئی چیز خلافِ سنّت نہ ہو۔ جو سنّت کا پابند نہ ہو۔ بدعقیدہ ہو وہ ولی نہیں ہو سکتا بلکہ شیطان کا ایجنٹ ہے۔

(۳۱) اولیاء کی کرامات برحق ہیں مگر ولایت کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں۔ جو ولی کی توہین کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کا اعلانِ جنگ ہے۔

(۳۲) اولیاء اللہ سے ظاہری زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی توسل جائز ہے۔

(۳۳) اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری باعثِ برکت ہے۔ ان کے آستانے قبولیتِ دعا کا مرکز ہیں۔

(۳۴) مرنے کے بعد انسان کو اس کے اچھے بُرے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

(۳۵) عذابِ قبر برحق ہے۔ قیامت برحق ہے۔ قبر کا سوال برحق ہے۔

(۳۶) قبر مومن کے لیے جنت کا باغ اور کافر کے لیے جہنم کا گڑھا ہوگی۔

(۳۷) فوت شدہ افراد کو ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ صدقہ و خیرات۔ نوافل۔ تلاوت۔ استغفار۔ درود وسلام۔ غرض جو بھی نیک کام کرکے اس کا ثواب پہنچائیں انہیں پہنچتا ہے۔

(۳۸) ایصالِ ثواب کے لیے قل، دسواں۔ چہلم کی محافل جائز ہیں بشرطیکہ نیت صرف ایصالِ ثواب کی ہو خالی رسم و رواج کی نہ ہو۔

(۳۹) مرنے کے بعد اس کے رشتہ داروں سے کپڑے لینا دینا یا اس قسم کے دیگر رسموں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

(۴۰) قیامت سے پہلے حضرت عیسٰی علیہ السّلام حضرت امام مہدی علیہ السّلام اور دجّال کا آنا برحق ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قربِ قیامت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے امّتی بن کر آئیں گے۔ ان علامات کے بعد قیامت آئے گی۔ تمام زمین آسمان فنا ہوکر دوبارہ پیدا ہوں گے۔ اللہ کی عدالت قائم ہوگی۔ اعمال کا وزن ہوگا۔ پُل صراط سے گذرنا ہوگا۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ گنہگار مسلمان سزا بھگت کر جنت میں داخل

(۴۱) ہوں گے۔ انبیاء۔ علماء۔ شہداء اور صلحاء اللہ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔

(۴۲) سب سے پہلے حضور علیہ السلام کو شفاعت کا اذن عطا ہوگا۔ قیامت کا دن حضور علیہ السلام کی عظمت کا دن ہوگا۔

(۴۳) کافر و مشرک گستاخِ رسول کی بخشش ہوگی نہ شفاعت۔ مومن جنت میں اپنے رب کا دیدار کریں گے۔

(۴۴) شریعت کے ساتھ استہزاء اور توہین کرنا کفر ہے۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث کے صحیح مطالب میں دانستہ ہیر پھیر کرنا کفر ہے اپنی خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنا اور غلط تاویل کرنا گمراہی ہے۔

اے اللہ اپنے محبوب کریم کے صدقے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اپنے دیدار کا حقدار بنا اور اپنے عقائد درست کرنے کی توفیق عطا فرما۔

التجا

دل میں
عشق محمد اجاگر کرو
میرے مولا مقدر سنوارو مرا
فکر کو دے دو آقا
نئی تازگی
قلب عشق نبی ﷺ سے
سنوارو مرا

○

پروفیسر ارشد اقبال ارشد

انتخاب از
ختم خانۂ تصوف — ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلیٰ قطبِ دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ کے دادا حضرت خواجہ امیر عبدالسلام مع اہل وعیال کے سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور نریلہ میں جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے قیام فرمایا۔ حرمین شریف کی زیارت کے قصد سے وہ نریلہ سے مع متعلقین فتح پور سیکری آئے۔ یہاں سے آگے جانا چاہتے تھے کہ شہنشاہ اکبر نے ان سے فتح پور سیکری میں رہنے کی درخواست کی۔ وہ راضی ہو گئے اور فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔ کچھ عرصے فتح پور سیکری میں قیام فرما کر وہ حج کے لیے روانہ ہو گئے، وہیں ان کا وصال ہوا۔

والد ماجد: آپ کے پدر بزرگوار کا نام امیر ابوالوفا ہے۔ بعارضۂ دردِ قولنج ان کا وصال فتح پور سیکری میں ہوا اور دہلی میں ان کو سپردِ خاک کیا گیا۔[1]

والدۂ ماجدہ: آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت خواجہ محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیض کی دختر نیک اختر تھیں۔ حضرت خواجہ محمد فیض بردوان میں ناظم

---

[1] اسرار ابوالعلیٰ ص ۹

کے عہدہ پر فائز تھے۔

حسب ونسب: آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے احراری ہیں۔

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت نرپلہ میں ۹۹۰ھ میں ہوئی[1]

نام: آپ کا نام نامی اسم گرامی امیر ابوالعلیٰ ہے۔

بچپن کے صدمات: ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے شفیق دادا حضرت امیر عبد السلام کی شفقت سے بھی محروم ہوئے۔ آپ کے دادا حرمین شریف کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔

تعلیم وتربیت: آپ کے دادا نے بیت اللہ شریف جاتے وقت آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد فرمایا تھا۔ حضرت فیض بردوان میں ناظم تھے۔ وہ آپکو اپنے ہمراہ بردوان لے گئے۔ انہیں کی نگرانی میں آپ کی تعلیم وتربیت ہوئی۔ آپ بہت جلد تحصیلِ علوم وفنون سے فارغ ہوئے۔ جملہ علوم ظاہری وکمالاتِ باطنی میں ماہر ہوئے۔ فن سپہ گری میں بے مثل ثابت ہوئے۔

نانا کا وصال: ابھی آپ جملہ علوم وفنونِ متداولہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے نانا حضرتِ محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیضی نے ایک مہم میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

عہدۂ نظامت: آپ کے نانا حضرت خواجہ فیضی کے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کی یگانگت، مناسبت، لیاقت وقابلیت دیکھ کر آپ کے نانا کے عہدے پر آپ کا تقرر کرکے بادشاہ سے پروانۂ تقرری حاصل کرلیا۔ اب آپ اپنے نانا کے بجائے عہدۂ نظامت پر متمکن ہوئے۔ منصب سہ ہزاری ذات دسوار سے ممتاز ہوئے۔

---

[1] اسرار ابوالعلیٰ ص۳۔

اشارتِ پُر بشارت: ایک شب آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں[1]

"اے سید ابو العلیٰ! یہ کیا وضع اختیار کی ہے، اس کو قطع کرو چھوڑ دو۔
ہماری طرح اختیار کرو۔ اگر فکرِ معیشت ہے تو
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(اللہ روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمینوں کو)
کو سمجھو۔ کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔"

اس کے بعد اُن بزرگوں میں سے ایک نے استرہ لیا اور آپ کے سر کے بال تراشے۔ دوسرے بزرگ نے آپ کو کفنی پہنائی اور تیسرے بزرگ نے آپ کے سر پر عمامہ رکھا۔

کایا پلٹ: دوسرے دن صبح کو آپ نے حجام کو بلا کر سر کے بال ترشوائے۔ پیرہن پہنا۔ دنیا سے اپنے آپ کو بیزار پایا کسی کام میں آپ کا جی نہیں لگتا تھا اب آپ نے عہدۂ نظامت سے سبکدوش ہونا چاہا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کا استعفیٰ منظور نہیں کیا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ سے کہا کہ چونکہ ایک مہم درپیش ہے اس لیے ان کا استعفیٰ اس کا حفظ ما تقدم و پس و پیش ہے۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ ترقی چاہتے ہیں تو ترقی بھی ممکن ہے، اور اگر اضافۂ منصب چاہتے ہیں تو وہ بھی کچھ دشوار نہیں۔

مہم میں شرکت: آپ راجہ مان سنگھ کا بہت خیال فرماتے تھے، چونکہ وہ آپ کے نانا کے پرانے رفقاء و دوستوں میں سے تھے۔ آپ امیر لشکر ہو کر جنگ میں شریک ہوئے۔ ینا پور کے میدان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آپ کی فتح ہوئی[2]

---

[1] اسرار ابو العلیٰ صـ ۱۲،۱۱ ، [2] اسرار ابو العلیٰ صـ ۱۳ ، اذکار الابرار

دوسرا خواب: کامیاب و کامراں آپ بردوان پہنچے۔ بردوان پہنچ کر آپ نے پھر ایک خواب دیکھا اس خواب میں آپ چار بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان چار بزرگوں میں تین بزرگ تو وہی تھے جن کو آپ نے پہلے خواب میں دیکھا تھا۔ چوتھے بزرگ جن کو اس مرتبہ آپ نے دیکھا پیکر نور تھے۔ ان کا چہرۂ مبارک آفتاب سے زیادہ روشن، اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا۔ ان بزرگوں نے آپ سے فرمایا کہ:[1]

"اے فرزند دل بند، نور بصر بلند اختر، اپنا طریقہ، آبائی اختیار کرو۔"

آپ کو ان بزرگوں کے نام جن کو آپ نے پہلے اور دوسرے خواب میں دیکھا تھا، خاص لوگوں کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ:

"جن کی زیارت پیشتر خواب میں حاصل ہوئی، میں ان سے بے علم تھا ہاں دوبارہ جب زیارت سے فیض یاب و مشرف ہوا تو آگاہ ہوا کہ جن بزرگ کا چہرۂ مبارک نورانی، آفتاب سے زیادہ مجلیٰ اور ماہتاب سے زیادہ منور تھا، وہ لاریب جناب رسالت مآب سرور عالم ﷺ تھے اور وہ تین بزرگ جو خواب اول و دوم میں تشریف لائے، ان میں سے جن بزرگ نے میرے سر کے بال ترانشے وہ امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور دو صاحبزادگان حضرت امام حسنؓ مجتبیٰ اور حضرت امام حسینؓ شہید کربلا تھے۔"

تبدیلی: اس خواب کے بعد آپ دنیا سے بہت دل برداشتہ ہوگئے۔ آپ عہدۂ نظامت سے سبک دوش ہونا چاہتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش۔

آگرہ کو روانگی: ابھی آپ بردوان ہی میں تھے کہ شہنشاہ اکبر کے انتقال کی خبر پہنچی۔ جہانگیر نے تخت پر بیٹھتے ہی یہ فرمان جاری کیا کہ سب امراء و ناظم دربار میں حاضر ہوں تاکہ ان کی قابلیت، لیاقت و وجاہت کا اندازہ ہوسکے آپ تو خود ہی بردوان سے جانا چاہتے تھے۔ اس شاہی فرمان کو تائید غیبی سمجھا اور آگرہ روانہ ہوگئے۔ راستے میں میٹھر پڑتا تھا۔ آپ نے میٹھر میں کچھ دن قیام کیلئے وہاں

---

[1] اسرار الواصلین ص ۱۳،

ایک بزرگ رہتے تھے جو حضرت شیخ یحییٰ منیری کی اولاد سے تھے۔ ان بزرگ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: [1]

"آؤ شاہ اعلیٰ آؤ۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔ یہ تم نے خوب کیا کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔

الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب۔

(دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے)

پہلے تو جیفہ پر گوشت بھی تھا، اور اب سوکھی ہڈی باقی ہے۔"

منیر سے روانہ ہو کر آگرہ پہنچے۔ شہنشاہِ جہانگیر سے ملاقات ہوئی۔ جہانگیر آپ کے جمال و کمال سے بہت متاثر ہوا۔ آپ بلا روک ٹوک شاہی دربار میں آنے جانے لگے۔

ایک واقعہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ساقی نے شہنشاہ جہانگیر کو جام پیش کیا۔ جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے وہ جام آپ کو دیا۔ آپ نے بہ پاس ادب جام لے تو لیا لیکن وہیں پھینک دیا۔ جہانگیر نے دوسرا جام آپ کو دیا۔ آپ نے لے کر پھر پہلے کی طرح پھینک دیا۔ جہانگیر تاب نہ لا سکا۔ نشہ کی حالت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"یہ خود نمائی۔ یہ بے اعتنائی۔ اُفوہ۔ کیا تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے؟"

آپ نے شہنشاہ جہانگیر کو جواب دیا:

"غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا۔ قہر ربانی سے ڈرتا ہوں۔"

ترکِ دنیا: آپ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اپنا مال و متاع تقسیم کر دیا۔ نقد و جنس میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ جہانگیر نے ہر چند آپ کو بلایا۔ لیکن آپ نہیں گئے۔

شرفِ زیارت: اسی دن جب آپ مراقبہ میں تھے، آپ نے دیکھا کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصورتِ مثالی تشریف لائے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں: [1]

"اے فرزندِ ارجمند! کشود کار تمہارا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے مقدر ہے۔ یہ تساہل اس قدر کیوں ہے۔ اُٹھو، اجمیر جاؤ۔ دیر نہ لگاؤ۔ حصہ اپنا پاؤ۔"

---

[1] اسرار ابو العلی۔ ص۱۵

دربارِ غریب نوازمیں: اس فرمان کے پاتے ہی آپ نے جو کچھ باقی مال و متاع آپ کے پاس تھا اس کو بھی راہِ خدا میں لٹا دیا۔ چادر اوڑھ کر اور سفید تہہ بند باندھ کر اجمیر روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے

اور ان بزرگان کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ دہلی سے اجمیر پہنچے۔ خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی آپ سے مخاطب ہوئے۔ آپ کو سامنے بٹھا کر آپ کو توجہ عینی فرمائی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ مزار پُر انوار کا طواف کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپ کو ایک سرخ رنگ کی گولی جو تسبیح کے دانے کی برابر تھی عطا فرمائی۔ وہ گولی کھاتے ہی آپ کا قلب روشن ہوا آپ کا کام پورا ہوا۔ خواجہ غریب نواز نے آپ کو آگرہ واپس جانے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے بیعت کی درخواست کی خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔

"..... تمہارے چچا امیر عبداللہ ماشاء اللہ عبادت گذار ... موجود ہیں انہیں سے بیعت مناسب اور ان ہی کی صاحبزادی سے مناکحت واجب ہے۔"

بیعت و خلافت: حسبِ فرمان خواجہ غریب نواز آپ حضرت امیر عبداللہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر آپ کو پہنادی بعد ازاں آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ازواج و اولاد: خواجہ غریب نواز کے حکم کے مطابق آپ نے اپنے چچا اور پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ کی صاحبزادی سے شادی کی۔ آپ کے دونوں لڑکے، حضرت امیر فیض اللہ اور حضرت امیر نور العزاز اعلیٰ متقی و پرہیزگار اور صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے۔

وفات: آپ ۹ صفر ۱۱۶۱ھ کو جوارِ رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کا مزار فیض آثار آگرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر ۱۰۰ سال کی تھی۔

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلا آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں:

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امیر فیض اللہ اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نورالعلا۔

حضرت خواجہ محمدی عرف خواجہ فولاد۔ حضرت ملا ولی محمد۔ حضرت لاڈخاں۔ حضرت میر سید کالپوری۔ حضرت سید دوست محمد برہان پوری۔

سیرت مقدس: آپ صاحب نسبت اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ عبادت، ریاضات، مجاہدات، ترک و تجرید، صبر و تحمل، فقر و فاقہ، عفو و درگذر، قناعت و توکل میں یگانۂ روزگار تھے۔ سخاوت، عطاوبخشش کے لیے مشہور تھے۔ کمالات صوری سے آراستہ تھے۔ علم ظاہر و باطن میں دستگاہ حاصل تھی۔ "رسالۂ فنا و بقا" آپ کی علمی یادگار ہے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

فنا فی الافعال: آپ فرماتے ہیں:[1]

"سالک کا اپنے اختیار سے تمام عالم کے اختیار سے باہر آنا ہے۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ ایسے تمام حرکات و سکنات و افعال کہ جن کو وہ اس سے پہلے اپنے اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا اور ان کو اپنی طرف سے اور نیز دوسروں کی طرف سے جانتا تھا' ان سب کو وہ حق کی طرف نسبت کرے اور سب کو حق تعالٰی کی طرف سے جانے اور اپنے تمام افعال کو حق کی طرف ایسے خیال کرے جس طرح کنجی کی حرکت کو ہاتھ

[1] رسالہ فنا و بقا (اسرار ابوالعلی) صفحہ ۳۔

کے ساتھ نسبت ہے اور مردہ کی جنبش کو غسل دینے والے کے ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے۔"

"کسی شے اور کسی چیز کو کسی غیر حق کی طرف نسبت نہ کرے کہ صوفیہ عالیہ کے گروہ کے نزدیک اس کا نام بھی شرک ہے۔"

فنا فی الصفات: آپ فرماتے ہیں کہ[1]

"فنا فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے تمام صفات کو نیز دوسروں کی تمام صفات کو صفات حق جانے اور اپنی ہر صفت اور دوسروں کی ہر صفت کو کہ جس سے مراد علم اور ارادت اور مشیت اور قدرت اور سمع اور کلام وغیرہ ہے جس طرح اسے پہلے اپنی طرف اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا، اپنی ملکیت اور دوسروں کی ملکیت جانتا تھا سب کو حق کی طرف نسبت کرے اور حق کی صفات جانے۔ پھر کبھی اپنی طرف نیز دوسروں کی طرف نسبت نہ کرے۔ کیونکہ یہ حالت بھی اس طائفہ عالیہ کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

فنا فی الذات: آپ فرماتے ہیں[1]

فنا فی الذات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ذات اور تمام عالم کی ذات کو ذاتِ حق جانے اور دیکھے۔ اس سے پہلے جس طرح کہ وہ اپنی ذات اور عالم کو عالم جانتا تھا اس مرتبہ پر پہنچ کر تحقیقی طور پر جانے اور نظر کرے کہ وہ سب حق ہے اور یقین سمجھے اور خیال کرے کہ وہ حضرت حق تعالےٰ جل شانہ نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان مختلف صورتوں میں اور انواع انواع شکلوں میں ظہور فرمایا ہے۔ وہی وہ ہے، اور اُس کا غیر موجود نہیں۔[1]

"اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔

کہ جو شخص اپنی حقیقت کو اس طرح پہچانے کہ میں میں نہیں ہوں بلکہ حق ہے جو اس صورت پر ظاہر ہوا ہے پس ایسا شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے،

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ[1]

اس سے غرض یہ ہے کہ جب تک میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تھا میں نے حق کو نہیں پہچانا تھا اور جب میں نے اپنے آپ کو بعد فنا حق جانا، میں اپنی ہستی سے الگ ہوگیا، اس وقت میں نے حق کو حق جانا۔

"اور جب تو خود فانی ہو جائے گا اس وقت خدا کا جلوہ تجھے نظر آئے گا

---

[1] اذکار الابرار،

لیکن اس مرتبۂ عرفان اور اس درجہ فنا کے لیے ایک خاص ترتیب ہے ...اور وہ ترتیب یہ ہے:

اوّل۔ سالک کو چاہیے کہ وہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے اور انوارِ جمالِ حق کو ہمیشہ آئینے میں دیکھتا رہے اور اس نسبت میں ایسا محو، منہمک و مقید ہو جائے کہ یہ تصور کسی لحظہ و لمحہ دل سے دُور اور آنکھ سے اوجھل نہ ہو...

• بعدہٗ سالک کو چاہیے کہ اس مرتبے سے ترقی کر کے مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچے اور تمام عالم کو حق دیکھے ....

• سالک کو چاہیے کہ وہ اس کے بعد اور ترقی کرے اور اس سے زیادہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے اور اپنے آپ کو تمام باقی حجابات سے دور رکھ کر اپنے وجود کی نفی کرے اور وجودِ حق کے اثبات میں خاص کوشش کرے اور اس سے غرض یہ ہے کہ چشمِ ظاہر کو پوشیدہ کر کے یہ خیال کرے کہ جس سے خود کو میں جانتا تھا وہ میں نہیں ہوں وہ حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس صورت میں اس طرح کامل بیخودی و محویت پیدا کرے کہ وہ اپنے آپ اور تمام عالم کو قطعی فراموش کر کے محض ذاتِ حق دیکھے اور اسی کو حق جانے اور مانے...

• سالک کو جاننا چاہیے کہ باخدا ہونے کے معنی اپنی ہستی سے گذر جانے اور نیست ہونے کا مطلب یہی ہے اور جملہ طالبانِ خدا کا مقصود و مطلوب یہی ہے۔ نیز تمام فقراء کی انتہا اور اس مقام کے کمال پر پہنچ جانا فنا فی اللہ کا حاصل ہو جانا... یہی وجہ ہے کہ دراصل صوفی ایسے شخص کو نہیں کہتے کہ وہ چلہ کشی کرے، خلوتوں میں و ریاضتوں میں مشغول رہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو فنا کر دے اور جب صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو ان ہر سہ مقولات کے اثرات منکشف ہو جاتے ہیں....

اقوال: قدرِ ولی کوئی نہیں جانتا، البتہ ولی اپنی قدر آپ ہی جانتا ہے۔

- اہلِ دنیا پست ہمت، بے عقل، نادان، انجان، زندگی ان کی زر و مال، آبیرو، اُن کی دولت، ثروت، جاہ و جلال، دنیا مقامِ عبرت و ذلت، دنیا شیطان لعین کی میراث و ملکیت قابلِ نفرت، دنیا دار مکار، روپے پیسے کی ذکر و فکر میں مستغرق و غلطاں و پیچاں، فقراء دیدارِ الٰہی میں متجسس و پریشان۔
- انسان کو چاہیے کہ اپنی بہتری و بھلائی کو دوسرے کے مقابلے میں ترجیح نہ دے۔
- مشکلات کا حل تقویٰ ہے۔
- زندگی کا مقصد عبادتِ الٰہی ہے۔ یہی دنیا کی کمائی ہے۔
- درویشی بادشاہی سے بدرجہا بہتر الا گرفتاریِ خلق مانع و مزاحم نہ ہو۔
- صوفی وہ نہیں ہے جو چلہ کشی کرے، خلوت میں بیٹھ کر ریاضت و مشقت اختیار کرے بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے۔

اوراد و وظائف: آپ فرماتے ہیں کہ قلب کی صفائی کے لیے ذکر:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مفید ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ آگاہیِ دوام بھی ضروری ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ مراقبے کے فوائد بہت ہیں۔

کرامات: ایک دن آپ اپنی خانقاہ میں رونق افروز تھے کہ یکایک آپ نے حضرت امیر نور العلاء سے فرمایا کہ "کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔"

حضرت ملا عمر کو سماع میں کیفیت ہوئی، انھوں نے اسی حالت میں اپنی جانِ شیریں جانِ آفریں کے سپرد فرمائی۔ جب ان کو آپ (حضرت سیدنا) کی خدمت میں لایا گیا، تو آپ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ ملا عمر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر حالتِ وجد میں رقص کرنے لگے۔

ایک بدمست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا۔ اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے تھے۔ ایک دن آپ جامع مسجد سے خانقاہ جا رہے تھے، آپ نے شور سنا۔ پوچھا کہ یہ شور

کیسا ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ ایک بدمست ہاتھی آرہا ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے۔ کسی گلی میں جانا مناسب ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

"بابا ابوالعلاء اپنی راہ جاتا ہے۔ وہ اپنی راہ جائے گا۔"

جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا۔ آپ نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ہاتھی ایک دم رک کر کھڑا ہو گیا۔ آپ اس بدمست ہاتھی کے برابر سے نکلے چلے گئے۔

کچھ دن کے بعد آپ کو اطلاع ہوئی کہ وہ بدمست ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے، اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کرو۔ وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اتارنے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ ہاتھی میر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ملاقات ایک جوگی سے جمنا پار ہوئی۔ اس جوگی نے ایک ڈبیہ آپ کو پیش کی۔ آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیہ میں کیا ہے۔ جوگی نے جواب دیا کہ اکسیر ہے اور اکسیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھر تانبے پر ملنے سے تانبا سونا ہو جاتا ہے۔ آپ نے وہ ڈبیہ جمنا میں پھینک دی اور جوگی سے فرمایا:

سادھو جی! انسان تو خود اکسیر ہے۔ ایسی صورت میں دوسری اکسیر کی تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے۔"

جوگی کو رنج ہوا۔ آپ سے کہنے لگا کہ "افسوس میری ساری عمر کی کمائی آپ نے جمنا میں ملا دی۔" آپ نے اس جوگی سے پوچھا "اچھا، یہ تو بتاؤ۔ اکسیر کیسی ہوتی ہے؟" جوگی نے جواب دیا۔ "خاک سی۔"

پھر آپ نے جوگی سے فرمایا:

"خاک کی یہ ہائے ہائے یہ افسوس اور یہ ملال! ادھر دیکھو، جمنا کی یہ ریت سب خاک ہے جتنی چاہے لو وہ تو ایک چھوٹی سی ڈبیہ تھی۔ بڑے شوق سے ڈبے بھر لو، اور بے تکلف اس سے سونا بنا لو۔"

سادھو کو یقین نہ آیا، پھر بھی اس نے تھوڑی سی ریت بطور آزمائش لے کر تانبے پر ملی۔ تانبا زرِ خالص ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہوا۔

آداب شیخ

رید پر واجب ہے کہ پیر کی صحبت اختیار کرے۔

ن و مال سے زیادہ پیر سے محبت رکھے معاملہ ذکر و شغل و مراقبہ وغیرہ میں
صدق نیت و کامل اعتقاد ہو۔

یر سے کوئی بات نہ چھپائے اپنے نفس کا کلی اختیار پیر کو دیدے۔

یر کے کسی حال پر معترض نہ ہو۔

یر کی طرف ظاہراً و باطناً متوجہ رہے۔

یر کی طرف پیٹھ نہ پھیرے دنیامیں مرشد سے زیادہ کسی کا ادب نہیں نہ ماں
اپ کا نہ استاد ظاہری کا۔

یر کی خدمت صدق دل سے خالصاً و مخلصاً کرے۔

یر کا حکم مانے پیر کے اقوال و افعال کو ملاحظہ کرتا رہے۔ باطنی فیض خواہ کسی
شکل میں ظاہر ہو مرشد کی طرف سے سمجھے۔

یر کا راز افشانہ کرے پیر کی کوئی بات فضول سمجھ کر نہ چھوڑے۔

یر کے پاس بغیر اجازت نہ جائے پیر کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ کلام نہ
کرے۔

یر کی موجودگی میں سائل کے سوال کا جواب دینا خلاف طریقت ہے پیر کی
جازت سے جواب دینا مستحسن ہے۔

پیر سے آگے پیچھے یا پیر کی خانقاہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

مرید کو پیر پر اس قدر عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ گویا مجھ کو سوائے میرے پیر کے اور کوئی خدا تک نہ پہنچائے گا اگرچہ اور بھی پیر ہیں۔ مگر مجھ کو قرب حق از سے نصیب نہ ہوگا بجز اپنے پیر کی صحبت سے۔

یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ میرا پیر دنیا بھر کے پیروں سے کامل ہے۔

خواب یا مراقبہ میں جو بات معلوم ہو مرشد سے بیان کرے۔

پیر اگر حیات ہو اس کی افزونی رتبہ کے لئے جناب کبریا سے دعا کرتا رہے اگر وصال ہو گیا تو گاہ بگاہ بذریعہ فاتح پیر کی روح مبارک کو خوش کرتا رہے۔

پیر کی بے جا ناراضگی کا غم نہ کرے بلکہ اس کو قرین مصلحت سمجھے۔

پیر کی کسی بات مین دخل نہ دے اپنی آواز کو پیر کی آواز سے بلند نہ کرے پیر کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا فرض سمجھے۔

پیر کو نائب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تصور کرے۔

پیر کے حکم کے موافق اتباع و اطاعت دریاضت شاقہ و مجاہدات تمام بجالا کر د کو اتنا صیقل کرے کہ آئینہ بن جائے پھر۔

جب مرید اس آئینہ دل میں تجلی... دیکھتا ہے تو خود عاشق بن جاتا ہے ا آرام و قرار جاتا رہتا ہے۔ بے قراری اور شوق منشا۔ سعادت ازلی سے جہ تک مرید جمال مرشد پر عاشق نہیں ہوتا اور شیخ کی اطاعت اور تصرف پوری حالت سے نہیں آتا فیض یاب ابدی نہیں ہوتا۔

اقامت میں "حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح" پر کھڑا ہونا مستحب ہے

تحریر: محمد ناصر خان چشتی دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

جاننا چاہئے کہ اقامت میں "حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح" پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ یعنی اگر امام محراب میں موجود ہو تو جب موذن حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پڑھے تو امام اور مقتدی کا کھڑا ہونا مستحب ہے۔ یہی حدیث مبارکہ اور فقہ حنفی سے ثابت ہے اور مذہب حنفی کا تقاضا بھی ہے۔ ہم ذیل میں مستند کتابوں سے یہ ثابت کریں گے کہ حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا بہتر ہے۔ طوالت سے بچنے کی خاطر عربی عبارات نقل کرنے کی جائے ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ عام لوگ بھی استفادہ کر سکیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

> حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہونا جب تک مجھے (حجرہ اقدس سے نکلتا ہوا) نہ دیکھ لو۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی "عمدۃ القاری شرح بخاری" میں تحریر فرماتے ہیں۔

> امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب موذن حی علی الصلوۃ کہے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا تھا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد ۵، صفحہ ۱۵۴)

حضرت علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی شرح صحیح مسلم (نووی) میں لکھتے ہیں۔

> امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ کوئی شخص کھڑا نہ ہو جب تک مکبر تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے اور قاضی عیاض نے امام مالک اور عام علماء سے نقل کیا ہے کہ اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے جب مکبر اقامت شروع کرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ قد قامت الصلوۃ پر کھڑے ہوتے تھے اور یہی امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور علمائے کوفہ نے فرمایا کہ لوگ صف میں اس

وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوۃ کہے۔
(شرح مسلم، جلد ا، صفحہ ۲۲۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" میں تحریر کرتے ہیں۔

فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، جلد اول، صفحہ ۳۲۱)

علامہ غلام رسول سعیدی "شرح صحیح مسلم" میں تحریر فرماتے ہیں۔

حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس لئے اس سے پہلے کھڑا ہونا مستحب کے خلاف ہے۔ (شرح صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ ۱۰۱)

فقہ حنفی میں اس مسئلے میں تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ امام اور قوم مسجد میں موجود ہوں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح کہے تو امام و مقتدی سب کھڑے ہو جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام مسجد میں موجود نہ ہو بلکہ پیچھے سے آئے تو حکم یہ ہے کہ امام جس وقت جس صف کے پاس پہنچے اس صف والے مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ امام مسجد میں نہ ہو اور سامنے سے آئے تو حکم یہ ہے کہ امام کو دیکھتے ہی سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی "انوار الحدیث" میں لکھتے ہیں۔

جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہوں بیٹھے ہی رہیں جب مکبر حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر پہنچے تو سب اٹھیں اور یہ حکم امام کے لئے بھی ہے۔ (انوار الحدیث، صفحہ ۱۲۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں۔

جب کوئی شخص اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہو تو کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بیٹھ جائے پھر اس وقت کھڑا ہو جب موذن حی علی الصلوۃ کہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، صفحہ ۵۷)

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی "مراقی الفلاح" میں تحریر کرتے ہیں۔

نماز کے مستحبات میں سے یہ ہے کہ جب اقامت کہنے والا حی علی الصلوۃ کہے تو نمازی اور امام کھڑے ہو جائیں بہ شرطیکہ امام محراب کے قریب حاضر ہو کیونکہ موذن نے کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اس لئے اس پر عمل کیا جائے اور اگر امام حاضر نہ ہو تو جس صف کے پاس،

سے گزرے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔ (مراقی الفلاح، صفحہ ۱۴۹)

"حاشیہ نور الایضاح" میں مفتی اعزاز علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

اور نماز کے مستحبات میں سے ہے کہ قوم اور امام کا کھڑا ہونا مکبر کے حی علی الصلوۃ کہتے وقت اگر امام محراب کے قریب حاضر ہو، اس لئے کہ مکبر نے اپنے قول میں قیام کا حکم دیا ہے لہذا اس کا جواب دیا جائے گا۔ (حاشیہ نور الایضاح، صفحہ ۷۲)

علامہ عبیداللہ بن مسعود "شرح وقایہ" میں فرماتے ہیں۔

امام اور قوم کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوۃ کہے۔
(شرح وقایہ، جلد اول، صفحہ ۱۵۵)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے۔

بے شک فقہاء نے آداب نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الصلوۃ کہے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام و مقتدی سب کھڑے ہو جاویں (اسی طرح درمختار میں بھی ہے۔) اور یہ بھی ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے جب امام وہاں محراب کے قریب پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آوے اس وقت سب کھڑے ہو جاویں۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ثانی، صفحہ ۲۴۳)

چند اعتراضات اور جوابات

بعض لوگ حنفی ہوتے ہوئے بھی یہ اعتراض کرتے ہیں اور یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز قائم کی جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے لئے پس لوگ صفوں میں جگہ لے لیتے تھے اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اپنی جگہ کھڑے ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور کے تشریف لانے سے پہلے ہی کھڑے ہو جاتے تھے اور صفوں میں جگہ لیتے تھے۔ اس حدیث کے چند جوابات ہیں پہلا جواب تو حضرت یحیٰی بن شرف نووی نے دیا کہ یہ واقعہ شاید ایک یا دو بار ہوا ہے اور یہ بیان جواز کے لئے تھا اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ تم مت کھڑے ہوا کرو حتیٰ کہ مجھے دیکھ لیا

کرو اس فعل کے بعد تھا (شرح مسلم نووی' جلد ا' صفحہ ۲۲۰) دوسرا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ابتدائے اقامت میں کھڑا رہنا سرکار کے اس فرمان **"لا تقوموا حتی ترونی الخ** سے قبل تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا یہ عمل دیکھا تو آپ نے فرمایا نماز کی اقامت کہی جائے تو تم لوگ مت کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے (حجرہ اقدس سے نکلتا ہوا) دیکھ لو اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور کے فرمان کے بعد ہی وہ **قد قامت الصلوۃ** پر کھڑے ہوتے تھے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ

اقیمت الصلوۃ فسوی الناس صفوا لھم ترجمہ : نماز کی اقامت کہی گئی پس لوگوں نے صفوں کو درست کیا۔

(بخاری شریف' جلد اول' صفحہ ۸۹)

پس معلوم یہ ہوا کہ اقامت پہلے کہی گئی اور صفوں کو بعد میں درست کیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز کے لئے نکلے پس آپ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی نہایت ضروری ہے۔

جواب : ہم بھی یہ مانتے ہیں کہ صفوں کی درستگی بہت ضروری ہے لیکن یہ درستگی **حی علی الصلوۃ** کے بعد بھی کی جا سکتی ہے کہ لوگ آتے ہی صف بنا کر بیٹھیں اور **حی علی الصلوۃ** یا **حی علی الفلاح** پر کھڑے ہو جائیں اس طرح صفوں کی درستگی ہو جائے گی اور مستحب پر عمل بھی ہو جائے گا۔

حضرات محترم! اب یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہو گیا اور حدیث و فقہ سے ثابت ہے اور علمائے احناف اس مسئلے پر متفق ہیں۔ فقہ حنفی میں دونوں قول موجود ہیں یعنی **حی علی الصلوۃ** اور **حی علی الفلاح"** پر کھڑا ہونا لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کلمات سے پہلے کھڑا نہیں ہونا چاہئے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے لہٰذا انہی کلمات پر کھڑا ہونا چاہئے اور فقہ حنفی پر قائم رہنا چاہئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مذہب حنفی اور حق پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

غزل

مجھ کو درکار ہے جاناں کچھ اس انداز کا رنگ
بے خودی میں بھی چھلکے نہ تیرے راز کا رنگ

اب کوئی لے بھی سماعت کو نہیں بھاتی ہے
ایسا پر کیف و حسیں ہے تیری آواز کا رنگ

ہو سند آپ جو دیوانہ مجھے فرما دیں
یوں تو حاصل ہے جنوں کو تیرے اعزاز کا رنگ

لذت دید رخ یار کے پیمانے سے
بے خودی کو میری راس آ گیا پرواز کا رنگ

اس نے بخشی ہے جو توفیق جبیں سائی مجھے
بیچ پیشانی سجایا ہے اسی ناز کا رنگ

جتنا پختہ ہے تیری چشم عنایت کا اثر
ایسا دیکھا نہ تھا کسی رنگ ساز کا رنگ

ہیں یہ شاہد میری ہستی کے خدوخال نسیم
ہر ادا سے ہیں نمایاں میرے رنگ ساز کا رنگ

○

نسیم قاسمی

کافی

لمی ہوئی اڈیک وے رانجھن
طعنے دین شریک وے رانجھن

گھر دے بوہے کھلے رکھاں
بوہے لگیاں رہندیاں اکھاں
دے درشن دی بھیک وے رانجھن

ہاڑے پاواں کاگ اڈاواں
توں نہیں وسدا کدھر جاواں
نہیں جدائیاں ٹھیک وے رانجھن

پئی یاداں دی تختی پوچاں
جد وی تیریاں سوچاں سوچاں
دل چوں نکلے چیک وے رانجھن

جے میں تیریاں سوچاں چھڈاں
جے یاداں نوں دل چوں کڈھاں
عشق نوں لگے لیک وے رانجھن

ہجر تیرے وچ سکدی جاواں
اندر و اندریں مکدی جاواں
ککھوں ہوئی باریک وے رانجھن

دل دے ویہڑے آ وے رانجھن
فیر کدی نہ جا وے رانجھن
رہو قیامت تیک وے رانجھن

○

امجد اقبال امجد مہروی شکوری

منیر احمد شکوری

مرکزی خانقاہ عالیہ شکوریہ رؤفیہ پر محافل کا انعقاد

اکابرین سلسلہ پاک کا یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ مریدین کے ذوق و شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیم و تربیت تذکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لیے گاہے بگاہے محافل کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ ان محافل کے انعقاد سے گویا مریدین کے لیے

"دید مرشد دید خدا کے مصداق"

حج اکبری کا سماں پیدا کیا جاتا ہے۔ مریدین زیارت مرشد سے خوب فیض یاب ہوتے ہیں اور باطن میں چھپے ہوئے قلبی روحی ڈاکوں سے نجات مل جاتی ہے۔ قلب و روح کو تسکین ملتی ہے۔ انوار و تجلیات کی برکات سے جہاں گناہ دھل جاتے ہیں وہاں روحانی درجات پر بھی فیضیاب کیا جاتا ہے۔ غرض کہ الحمد اللہ! ہمارا سلسلہ پاک روحانی فیوض و برکات کے لحاظ سے مرج البحرین کی سی تیزی اور بلندی کا حامل ہے کہ مریدین جو حضرات سلسلہ پاک کے نقش قدم پر چلتے ہیں وہ بہت جلد روحانی درجات پر فیضیاب ہو جاتے ہیں یعنی فنا فی الذات، فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ پھر بقا باللہ کی منازل پر فیضیاب ہو جاتے ہیں

تمام محافل زیر صدارت حضرت شیخ المشائخ عمدۃ العارفین، باعث سکون قلب و جاں۔ سیدنا و مرشدنا الشاہ محمد عبدالقدوس دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین خانقاہ شکوریہ رؤفیہ اور امیر کارواں سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور اور زیر نظامت حضرت صاجزادہ الشاہ محمد غفران احمد مد ظلہ، انعقاد پذیر رہوتی ہیں۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

مریدین کی اصلاح و تربیت کے لیے سال ہا سال سے مشائخ سلسلہ کے معمولات

پر عمل جاری ہے۔ ان روحانی وجدانی محافل کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

ا۔ میلاد مصطفے ﷺ ہر سال ماہ ربیع الاول شریف میں بارہ تاریخ کو تاجدار مدینہ رؤف الرحیم محبوب کریم ﷺ کی ولادت پاک کے مبارک موقع پر محفل نعت و وعظ اور لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے۔

۲۔ پیران پیر غوث دستگیر سرکار غوث پاک عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی یاد پاک میں ہر سال ماہ ربیع الثانی میں گیارہ تاریخ کو محفل سماع و لنگر کا انتظام و اہتمام کیا جاتا ہے۔

۳۔ ہر سال ماہ رمضان المبارک کے اختتامی عشرے میں یوم شہادت حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور ختم قرآن پاک سلسلہ تراویح ستائیس رمضان المبارک اور اس عشرے میں بھاری تعداد میں ملک بھر سے آئے ہوئے مریدین اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ جنکی روحانی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی جاتی ہے۔ دل کھول کر خرچ کیا جاتا ہے اور پھر اس خوشی میں عید الفطر کے دوسرے روز محفل سماع کا خصوصی انتظام ہوتا ہے۔

۴۔ عید الفطر کی طرح عید الضحیٰ کے دوسرے روز گیارہ ذی الحجہ کو بھی محفل سماع ہوتی ہے۔

۵۔ ہر سال حضرت شیخ المشائخ سند العارفین تاج الاولیاء الشاہ محمد عبدالشکور قدس سرہ العزیز اور حضرات سلسلہ پاک کا عرس مبارک ماہ اکتوبر میں چار روزہ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

اس سال بھی اکتوبر 2001ء 25''26''27'28۔ بروز جمعرات تا اتوار حسب سابق خصوصی انتظام و اہتمام سے عرس مبارک منایا جائیگا انشاء اللہ الرحمن۔

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمہید

پاکستان میں ایک عرصہ سے قربانی کے خلاف اشتہارات، رسائل اور پمفلٹوں کی شکل میں (پ)روپیگنڈہ ہو رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا جا رہا ہے کہ قربانی کوئی شرعی (حک)م نہیں۔ بلکہ ایک غلط اور نقصان دہ رسم ہے جو ملاؤں کی ایجاد ہے۔ لیکن یہ پروپیگنڈہ سراسر (غ)لط اور گمراہ کن ہے کیونکہ قربانی ان مسائل سے ہے جن پر ابتدائے اسلام سے لے کر آج (تک) مسلمانوں کا اتفاق چلا آ رہا ہے۔

قربانی کا حکم قرآن میں

خود قرآن کریم میں قربانی کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ص)لی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اپنے رب کے لیے نماز پڑھ (او)ر قربانی کر (کوثر)

(د)وسری جگہ فرمایا: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن (به)يمَةِ الْأَنْعَامِ: اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کیا تاکہ وہ ان (ج)انوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے انہیں عطا کئے ہیں (الحج۔ رکوع ۵)

(ق)رآن کریم میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں قربانی کا ذکر موجود ہے۔

قربانی کا حکم حدیث میں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں قربانی کو مسلمانوں کے لیے واجب اور ضروری قرار دیا ہے:۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من وجد سعتہ فلم یضح جو شخص طاقت رکھتا ہو اور پھر قربانی نہ کرے۔
فلا یقربن مصلانا (ابن ماجہ) وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
الاضحی یوم یضحی الناس (ترمذی) عیدالبقر کا دن وہ دن ہے جس میں لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال تشریف فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی شریف)

ائمہ اربعہ اور قربانی

فقہ کے چاروں امام حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالےٰ اور اُن کے تمام مقلدین قربانی کے قائل ہیں۔ پھر چودہ سو سال سے تمام دُنیا کے مسلمان قربانی کے پابند چلے آئے ہیں اور کسی نے اس کا انکار اور اس کی مخالفت نہیں کی۔ ان تمام دلائل کے ہوتے ہوئے چند مادر پدر آزاد افراد کا "قربانی" کو ملاؤں کی ایجاد قرار دینا اُمتِ مسلمہ کو ایک نئے فتنہ میں مبتلا کرنا ہے اور بلا شبہ قرآن کا انکار، حدیث کا انکار اور اجماع اُمت کا انکار ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہر فتنے سے محفوظ رکھے۔

قربانی کے چند ضروری مسائل

اب قربانی کے چند ایک نہایت ضروری مسائل پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ مسائل ذہن میں رکھنے ضروری ہیں۔

مسئلہ ۱ - قربانی ہر مالک نصاب پر واجب ہے۔ یہاں مالداری سے وہ مراد ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے قربانی صرف مردوں پر واجب نہیں۔ بلکہ عورت اگر صاحب نصاب ہو تو اُس پر بھی قربانی واجب ہے، نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۲ - شرکت میں گائے وغیرہ کی قربانی ہوئی، تو گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا (درمختار)

مسئلہ ۳ - قربانی کے وقت دسویں ذوالحجہ کے طلوع صُبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں۔ مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ ۴ - شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو جائے۔ لہذا نماز عید سے پہلے قربانی نہیں ہو سکتی۔ اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے۔ اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے چاہے خود ابھی نماز نہ پڑھی ہو۔

قربانی کا جانور

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ اونٹ، گائے، بکری ہر قسم میں ان کی جتنی قسمیں ہیں۔ سب داخل ہیں۔ نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک حُکم ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے بھیڑ اور دُنبہ بکری میں داخل ہیں۔ ان سب کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ ۵ - قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیئے۔ اونٹ پانچ سال کا۔ گائے بھینس دو سال کی۔ بکری ایک سال کی۔ اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں۔ زیادہ ہو تو افضل ہے۔

مسئلہ ۶ - دُنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچّہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دُور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے (درمختار)

مندرجہ ذیل جانوروں کی قربانی ناجائز ہے

۱۔ جس کا سینگ مینگ تک ٹوٹا ہوا ہو۔
۲۔ اندھا
۳۔ کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو۔
۴۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔
۵۔ لنگڑا جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے
۶۔ ایسا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔
۷۔ جس کا کان تہائی حصہ سے زیادہ کٹا ہو۔
۸۔ جس کی چکی یا دم تہائی حصہ سے زیادہ کٹی ہو۔
۹۔ جس جانور کی نظر تہائی سے زیادہ جاتی رہی ہو۔
۱۰۔ جس کے دانت نہ ہوں۔
۱۱۔ جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہو چکے ہوں۔
۱۲۔ جس کی ناک کٹی ہو۔
۱۳۔ علاج کے ذریعے جس کا دودھ خشک کر دیا گیا ہو۔
۱۴۔ جو صرف غلاظت کھاتا ہو۔
۱۵۔ جس جانور کا پاؤں کاٹ لیا گیا ہو۔

قربانی کا طریقہ

قربانی سے پہلے اسے چارہ پانی دے دیں۔ بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ پہلے سے چھری تیز کر لیں۔ ایسا نہ کریں کہ جانور گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز کی جائے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اُس کا منہ ہو' اور اپنا داہنا پاؤں اُس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھی جائے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔

یہ الفاظ پڑھ کر ذبح کر دے۔

قربانی اپنی طرف سے ہو، تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فائدہ

احادیث سے ثابت ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس امتِ مرحومہ کی طرف سے قربانی کی۔ یہ حضور کے بے شمار الطاف میں سے ایک خاص کرم ہے کہ اس موقعہ پر بھی اُمت کا خیال فرمایا، اور جو لوگ قربانی نہ کر سکے۔ اُن کی طرف سے خود ہی قربانی ادا فرمائی۔

جب حضور نے امت کی طرف سے قربانی کی، تو جو مسلمان صاحبِ استطاعت ہو، وہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی ایک قربانی کرے۔ تو زہے نصیب۔

درودِ رضویہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ درود شریف ترتیب دیا ہے ان کی خوبی یہ ہے کہ تین مختصر درودوں کو یکجا کر دیا گیا ہے لہٰذا جو شخص ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا وہ حقیقتاً تین مرتبہ درود پڑھنے کے ثواب کا حق دار ہوگا۔

آپ کا اصل نام محمد عبد الشکور تھا لیکن تاج الاولیاء کے خطاب سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں مشہور ہوئے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ ابوالعلائیہ جہانگیر کے اکابر اولیاء کاملین میں سے تھے۔

پیدائش

آپ کا خاندان لکھنؤ کا رہنے والا تھا۔ آپ کے والد میر حسن لکھنؤ کے شرفاء سے تھے۔ لکھنؤ میں آپ کا گھرانہ علم و فضل میں مشہور تھا۔ آپ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے متوسط گھرانے میں تعلیم و تربیت پائی سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید پڑھا پھر عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے لکھنؤ کے مدرسہ۔ فرنگی محلی لکھنؤ سے درس نظامی کیا۔ جوانی کے عالم میں تعلیم سے فارغ ہوئے۔

ذریعہ روزگار

آپ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ملٹری میں ٹھیکداری کیا کرتے تھے اور مختلف قسم کے ٹھیکوں سے ذریعہ معاش کماتے تھے لیکن بعد ازاں آپ نے یہ سلسلہ چھوڑ دیا تھا۔ اوائل عمر میں سے چونکہ طبیعت ریاضت و عبادت کی طرف مائل تھی اس لیے روزی کمانے کے ساتھ ساتھ آپ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہنے کی کوشش کرتے۔

تلاش حق

نیک والدین کی صالح تربیت اور ذکر و فکر کا یہ اثر ہوا کہ آپ کے دل میں تلاش حق کا شعلہ بھڑک اٹھا چنانچہ آپ نے مرشد کی تلاش شروع کر دی۔ آپ کے زمانہ میں حضرت شیخ فخر العارفین محمد عبد الحی چاٹگام کے خلیفہ قطب زماں حضرت شاہ نبی رضا کی ولایت کا بڑا شہرہ تھا لہٰذا آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے

اوران کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوگئے اس وقت آپ پر بالکل جوانی کا عالم تھا۔ اوران کی زیر ہدایت آپ نے بہت زیادہ ریاضت وعبادت کی آپ ہمیشہ چھپ کر ذکر و فکر اور مراقبہ اور مشاہدہ میں مشغول ہوتے۔ آپ کو خلوت بہت پسند تھی لہذا آپ کے عالم شباب کے شب و روز کا بیشتر حصہ خلوت میں گزرا۔ آپ کو اپنے مرشد سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اور وہ بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے آخر جب آپ ولایت میں کامل ہوگئے تو آپ کے مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور آپ کی دستار بندی کی اس کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو تلقین کی کہ اب خلق خدا کی راہنمائی اور تبلیغ دین میں مصروف ہو جائیں۔

شجرہ طریقت

شاہ شکور مرید تھے حضرت نبی رضا کے وہ مرید حضرت عبد الحی کے وہ مرید حضرت مخلص الرحمان کے وہ مرید حضرت امداد اللہ مہاجر مکی وہ مرید حضرت شاہ محمد مہدی وہ مرید حضرت مظہر حسین وہ مرید حضرت فرحت اللہ کے وہ مرید حضرت حسن ثانی کے وہ مرید حضرت منعم پاکباز کے وہ مرید شاہ خلیل الدین وہ مرید حضرات میر سید جعفر کے وہ مرید حضرت سید اہل اللہ۔ وہ مرید حضرت شاہ نظام الدین وہ مرید حضرت شاہ تقی الدین کے وہ مرید حضرت شاہ نصیر الدین کے وہ مرید حضرت سید محمود کے وہ مرید حضرت میر فضل اللہ کے وہ مرید حضرت شاہ قطب الدین وہ مرید حضرت شاہ نجم الدین قلندر۔ وہ مرید حضرت شاہ مبارک غزنوی کے وہ مرید شاہ نظام الدین کے وہ مرید شاہ شہاب الدین کے وہ مرید حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وہ مرید حضرت ابو سعید کے وہ مرید حضرت ابو الحسن وہ مرید حضرت ابو یوسف وہ مرید حضرت عبد العزیز وہ مرید حضرت شاہ رحیم الدین عیاض وہ مرید ابو بکر شبلی کے وہ مرید حضرت جنید بغدادی۔ سری سقطی۔ معروف کرخی۔ سید موسیٰ علی رضا۔ امام موسیٰ کاظم۔ امام جعفر صادق۔ امام باقر۔ امام زین العابدین۔ حضرت امام حسین۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

لاہور میں قیام آپ لکھنؤ سے الہ آباد گئے اور اپنے پیر بھائی کے ہاں قیام کیا پھر وہاں سے کانپور گئے اور کچھ عرصہ وہاں گزارا وہاں سے نصیر آباد گئے نصیر آباد اجمیر شریف کے پاس ہے۔ وہاں پر آپ اپنے بھائی سے ٹھیکیداری میں جدا ہو گئے اور ان سے جو کچھ ملا اس کا لنگر پکوا کر تقسیم کر دیا کچھ عرصہ نصیر آباد میں قیام کیا لیکن وہاں سے آپ اپنے پیر بھائی علم الدین خان صاحب کے کہنے پر سکندر آباد چلے گئے اور قیام پاکستان تک سکندر آباد رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو آپ ۱۹۴۷ء میں سکندر آباد سے لاہور آ گئے۔ اور اب جہاں گارڈن ٹاؤن ہے وہاں ہمدرد والوں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ اور ۱۹۵۲ء تک وہیں رہے۔ اس دوران کچھ عرصہ آپ نے ملتان میں بھی گزارا بالآخر موضع جیوہانہ گارڈن ٹاؤن کے مشرق میں آپ نے چار کنال جگہ خریدی اور وہاں رہائش تعمیر کر کے منتقل ہو گئے اور آخری دم تک وہیں رہے۔

معمولات آپ رات کا بیشتر حصہ شب بیدار رہتے اور ذکر الہٰی میں مشغول رہتے۔ تہجد کے وقت تہجد کی نماز ادا کرتے اور فجر کی نماز تک مراقبہ میں مشغول رہتے نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ذکر و فکر کرتے اور پھر ناشتہ کرتے اس کے بعد مختلف انداز میں ذکر الہٰی کا سلسلہ سارا دن جاری رکھتے۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے سختی سے پابند تھے۔ لہٰذا آپ نے بڑھاپے میں بھی جسمانی کمزوری کے باوجود آخری دم تک رمضان المبارک کے روزے رکھے اور زندگی بھر کبھی روزہ نہ چھوٹا۔ پھر رمضان المبارک کا آخری عشرہ بڑی محبت سے اعتکاف میں گزارتے۔

سلسلہ رشد و ہدایت آپ کو ملنے جلنے والوں کا تانتا بندھا رہتا آپ نے گرد و نواح اور جیوہانہ کے لوگوں میں بہت تبلیغ کی جس سے اس گاؤں کے لوگوں میں جن میں بے شمار برائیاں تھیں۔ حتیٰ کہ آپ کی صحبت اور نصیحت سے وہ لوگ برائیوں سے تائب ہو گئے۔ بے شمار آپ کے انوار معرفت سے منور ہوتے آپ نے پند و نصائح اور عمل سے لوگوں کے دلوں کو

برائیوں سے ہٹا کر اللہ کی طرف مائل کر دیا۔ آپ کی دعاؤں سے کئی بے اولاد حضرات کو اولاد ملی اور کئی بے روزگاروں کے رزق میں اضافہ ہوا۔ حتیٰ کہ جو بھی آپ کے پاس جس نیت سے آتا اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد پاتا۔ آپ کے ذریعہ سلسلہ عالیہ کو بھی بڑی تقویت اور فروغ حاصل ہوا۔

اخلاق و کردار

آپ ریاضت اور عبادت میں بے نظیر تھے شہرت پسند نہ تھے قناعت توکل تقویٰ اور ذوق وشوق کا مجسمہ تھے آپ بڑے صاحب دل تھے۔ جود وسخا اور مہمان نوازی میں یگانہ تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حصولِ روحانیت کے لیے شریعت اوّلین زینہ ہے۔

ذوق سماع

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا اکثر اوقات آپ کی قیام گاہ پر سماع کا اہتمام ہوتا سماع میں جب آپ کو کوئی مصرع بہت پسند آتا تو قوالوں سے بار بار اس کا تکرار کرواتے جس سے آپ کے ذوق وشوق میں بہت اضافہ ہو جاتا۔ آپ کی محفل سماع میں سامعین بڑے مؤدب ہو کر بیٹھتے۔

بزرگان دین کے مقابر پر حاضری

آپ عموماً اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز سے بہت عقیدت تھی لہٰذا نصیر آباد کے قیام دوران آپ عموماً حضرت خواجہؒ کی چوکھٹ پر گاہے بگاہے کاسہ گدائی لیے حاضر ہو جاتے۔

قیام لاہور کے دوران آپ عموماً حضرت داتا گنج بخش حضرت سید میراں حسین زنجانی حضرت پیر مکی حضرت میاں میر حضرت شاہ جمال کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے اور خاص کر پاکپتن میں حضرت بابا فرید کے عرس کے موقعہ پر ضرور جاتے۔

لباس

آپ کا لباس بالکل سادہ تھا عموماً کرتا اور تہبند استعمال کیا کرتے تھے سر پر ٹوپی پہنا کرتے تھے جو بعد میں ان کے سلسلہ میں رواج پا گئی۔ پاؤں میں چپل پہنا کرتے اور سفر کی حالت میں تسمے دار بوٹ بھی استعمال کیے۔

صاحبزادہ محمد اعجاز صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ

مہر جہاں حضرت حکیم مہردینؒ شکوری جہانگیری ابوالعلائی چشتی قادری

حضرت تاج الاولیاء الشاہ محمد عبدالشکور رحمتہ اللہ علیہ سے پھوٹنے والی روشنی کی کرنیں جیون ہانہ سے نکل کر چہار سو پھیل گئیں۔ پاکستان کے کسی بھی شہر میں جائیں

کسی بھی علاقے میں چلے جائیں سلسلہ شکوریہ کے آستانے نظر آئیں گے۔ حضور تاج الاولیاء کے غلام ہر جگہ ملیں گے۔ یہ سلسلہ دوسرے ممالک میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کے ایک بزرگ مہر تاباں حضرت حکیم مہردین رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کا مزار اقدس غریب آباد میاں چنوں شریف میں ہے۔ حضرت حکیم صاحب کے غلام ملک کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حکیم صاحب کے وصال کے بعد آپ کے بیٹے محمد اعجاز صاحب کو مسند خلافت عطا فرمائی گئی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔

صاحبزادہ محمد اعجاز صاحب کی پیدائش 1953ء میں ہوئی آپ نے ایم سی ہائی سکول میاں چنوں شریف سے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے کاشتکاری کے پیشے کو سنبھال لیا۔ کچھ عرصہ زمینوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ کاشتکاری کا تمام کام مشینوں سے ہوتا تھا مگر جلد ہی اس سے دل بھر گیا۔ تو آپ نے اپنے والد گرامی مہر تاباں حضرت حکیم مہردین صاحب سے حکمت کا فن سیکھنا شروع کیا اور اس دوران آپ کو قبلہ والد صاحب کی صحبت میں رہنے کا بہت وقت ملا۔ آپ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔ علم حکمت کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کی منزلیں بھی طے کرتے گئے۔ آپ مستقل حکمت کے پیشے سے منسلک ہو گئے جسے آج تک اپنائے ہوئے ہیں۔ مہر تاباں حضرت حکیم مہردین صاحب کے وصال کے بعد آپ کو سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ آپ نے سلسلے کے کام کو بڑی خوش اسلوبی سے سنبھالا۔ حضور کے خلفاء اور مریدین کو بڑے اچھے سلیقے سے مرکز کے ساتھ جوڑے رکھا۔ سالانہ عرس مبارک اسی تاریخ یعنی 4'5'6 نومبر کو ہر سال بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت حکیم صاحب کے بعد بھی کچھ بھائیوں کو خرقہ خلافت سے نوازا ہے جن میں مست اللہ صاحب (راجن پور) غلام رسول صاحب (چک نمبر33 ضلع وہاڑی) غلام سرور صاحب (مونگی والا ضلع مظفر گڑھ) خواجہ غلام رسول صاحب (گلشن مہر آباد ضلع مظفر گڑھ) عنایت اللہ صاحب (فیصل آباد) کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کچھ بھائیوں کو خرقہ خلافت سے نواز گیا ہے جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح سادگی پسند ہیں جو آتا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ کئی یتیم، غریب اور بے سہارا بچیوں کی شادی کروا چکے ہیں۔ حکمت کا کام بھی جاری ہے اس طرح آپ کے در سے لوگوں کو جسمانی فیض بھی ملتا ہے اور روحانی بھی۔

○

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

① ہر فکر کو یکسر نظر انداز کر کے اپنے رب کا ذکر کر جو تیرا وکیل، کفیل اور نصیر ہے۔
② تیرے آس پاس سے اندر باہر بت ہی بت ہیں۔ پہلے ان کو توڑ پھر اللہ معی کا ظہور بھی ہوگا یقین بھی۔
③ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کر دیا تھا تو بھی ایسا ہی کر یعنی سنت کا اتباع
④ جس کا گھر وہاں موجود ہے وہ صاحب خانہ تیرے اپنے اندر موجود ہے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ"
⑤ لَآ اِلٰهَ کی شمشیر سے سارے بت توڑ دے جس طرح خلیل اللہ نے توڑے تھے یعنی سنت خلیل ادا کر۔
⑥ پھر اِلَّا اللّٰه کی شمع جلا کر اپنے معبود کی طرف متوجہ ہو تجھ سے ہم کلام ہوگا جیسا کہ موسیٰ سے طور پر ہوا تھا۔
⑦ پھر تیرا معبود تیرے پاس ہوگا اور تو اس کا ذکر کر وہ تیرا ذکر کرے گا (فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ)
⑧ نوکر کو اپنے مالک پر بڑا ہی ناز ہوتا ہے تو تو مالک الملک کا بندہ ہے مگر بندگی نہیں کرتا اگر کرتا بھی ہے تو بغیر خلوص کے۔
⑨ اپنے رب کو حاضر ناظر مان اس کی عزت کر، ادب کر، جن کی طلب میں تو لگے پھرتا ہے۔ وہ تیرے اکرام پر مجبور ہوں گے۔
⑩ بندے کی طلب ہی اس کے مطلوب، مقصود اور معبود کی مظہر ہوتی ہے جیسا کہ کافر کی طلب دنیا اور مومن طالب مولا
⑪ منافق ظاہر میں اللہ کا طالب اور باطن میں دنیا کا طالب ہوتا ہے اب خود ہی فیصلہ کر کہ تو کون ہے۔
⑫ کافر، مومن اور منافق کے افعال و کردار اور مقام میں بہت اختلاف ہوتا ہے۔
⑬ کافر گھپ اندھیرے کی طرح منافق مار آستین اور مومن اللہ کے نور کا مظہر ہوتا ہے۔
⑭ کافر و منافق کا کردار غلیظ، مقام جہنم، جب کہ مومن کا کردار مقبول الفطرت مقام جنت الفردوس ہے۔
⑮ کافر و منافق کو اسباب دنیا پہ ناز جب کہ مومن کا حامی قادر المقتدر ہوتا ہے۔
⑯ لباس مومنوں کا دل کافروں کا یہی منافقت اور پریشانیوں کی اصل ہے ورنہ اللہ سبحانہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تو میرا فرمانبردار بن میں تجھے سارے جہان پر غالب کر دوں گا۔ اور یہی مقام خلافت ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کی تفسیر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ